بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۳۲ | ۲۳ ماہ ہجرت ۱۳۲۳ ہش | ۲۹ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ | ۲۳ مئی ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۱۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ ماہ ہجرت آج ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے گھٹنے میں درد نقرس کل دن میں زیادہ رہا۔ آج بفضل خدا کم ہے۔ نیز حضور کو زکام اور حرارت بھی ہے۔ احباب دُعاء صحت فرمائیں۔

آج صبح کی گاڑی سے حضرت ام المومنین مدظلہا العالی اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب لاہور تشریف لے گئے۔

افسوس مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیال گڑھی کے برادر خورد چوہدری محمد شریف صاحب فوت ہو گئے۔ کل ان کا جنازہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔ اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

خطبہ جمعہ

نمازیں سنوار کر پڑھو۔ تسبیح تحمید اور درود پڑھنے میں دوام اختیار کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲ ماہ ہجرت ۱۳۲۳ ہش مطابق ۱۲ مئی ۱۹۴۴ء

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے جو دنیا میں مذہب بھیجا ہے۔ تو اس کی ایک ہی غرض ہے۔ کہ بنی نوع انسان خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔

شفقت علیٰ خلق اللہ

بھی مذہب کا ایک حصہ ہے۔ لیکن یہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ جب کوئی باپ اور ماں سے محبت کرتا ہے۔ تو اُن کے بچوں سے وہ آپ ہی محبت کرتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ بنی نوع انسان کے متعلق اُس کے دل میں بُغض اور کینہ باقی رہ جائے۔ جتنا جتنا کسی کے دل میں بُغض اور کینہ ہو۔ اُتنا ہی اسکو سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس کا تعلق خدا سے کمزور ہے۔ نماز

خدا کے تعلق کی علامت

نہیں۔ بلکہ خدا کے تعلق کا ایک ذریعہ ہے۔ ذکر الٰہی بھی خدا کے تعلق کی علامت نہیں بلکہ خدا کے تعلق کا ایک ذریعہ ہے۔ روزہ بھی خدا تعالیٰ کے تعلق کی علامت نہیں۔ بلکہ خدا کے تعلق کا ایک ذریعہ ہے۔ حج بھی خدا تعالیٰ کے تعلق کی علامت نہیں۔ بلکہ خدا کے تعلق کا ایک ذریعہ ہے۔ اسی طرح اور جس قدر عبادات ہیں۔ وہ سب کی سب خدا کے تعلق کی علامت نہیں بلکہ

خدا کے تعلق کا ذریعہ

ہیں۔ لیکن بنی نوع انسان سے محبت اور ہمدردی کرنا اور اُن سے تعلق اور محبت رکھنا اور اُن سے شفقت کے ساتھ پیش آنا۔ یہ خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ اس کی ایک علامت بھی ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص بنی نوع انسان سے محبت رکھتا ہے۔ ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آتا ہے۔ ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے۔ اُن کی کینہ اور بُغض نہیں رکھتا۔ ان سے لڑائی جھگڑا نہیں بڑھاتا۔ اس کے دل میں عفو ہے، رحمت ہے، شفقت ہے۔ تو یہ امر صرف خدا کے تعلق کو بڑھانے کا ایک ذریعہ ہی نہیں ہوگا۔ بلکہ اس بات کی علامت بھی ہوگا۔ کہ یہ تعلق پیدا ہو چکا ہے۔ بشرطیکہ وہ یہ فعل ایماناً اور احتساباً کر رہا ہو۔ یہ

ایک لازمی شرط

ہے کہ کوئی چیز اپنی ظاہری صورت میں دین کے لحاظ سے نیکی نہیں بن سکتی۔ جب تک وہ ایماناً اور احتساباً نہ ہو۔ کام کرنے والا ایمان کے لحاظ سے کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے کرے۔ مثلاً اگر وہ

بنی نوع انسان سے محبت

کرتا ہے۔ تو وہ اس لئے محبت نہیں کرتا کہ بنی نوع انسان سے محبت کرنے سے میری قوم ترقی کریگی۔ اگر وہ اس نیت سے ان کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کے تعلق کی علامت نہیں ہوگی۔ لیکن اگر اس کے حسن سلوک کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے یہ میرے رب کی مخلوق ہے۔ اور میرے رب کا حکم ہے۔ کہ ان سے محبت کروں۔ تو اس کا یہ فعل یقیناً دین کا حصہ بنے گا۔ اور اس کے لئے

خدا تعالیٰ کے قرب کا موجب

ہوگا۔ اسی طرح اگر اس کے دل میں یہ احساس رہتا ہے۔ کہ میں بنی نوع انسان سے محبت کروں گا۔ تو ہم سب کا روحانی باپ اس نیکی کی وجہ سے میرے ساتھ بھی نیک سلوک کرے گا۔ تو یہ فعل اس کے لئے روحانی درجات کی بلندی کا موجب ہوگا۔ پس ضروری ہے۔ کہ ایک طرف انسان کا ایمان مضبوط ہو اور دوسری طرف احتساب اس کے مدنظر ہو۔ کہ میرا پیدا کرنے والا خدا اس کو پسند کرے گا۔ اور یہ میرا عمل اس کے پاس محفوظ رہیگا۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اصل چیز خدا کی محبت ہی ہے۔ اور شفقت علیٰ خلق اللہ اس کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ وہ ایک علامت ہے۔ اور علامت اپنے اصل سے علیحدہ حیثیت نہیں رکھتی۔ پس

مذہب کی غرض

صرف یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کا تعلق قائم کیا جائے۔ مذہب کا قیام ایسی ہی باتوں سے ہو سکتا ہے۔ جو دین سے تعلق رکھنے والی ہوں۔ اور جن سے خدا کی محبت پیدا ہوتی ہو۔ پس ہر چیز جس سے خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ مذہب کا ایک جزو ہے۔ نماز مذہب کا ایک جزو ہے۔ روزہ مذہب کا ایک جزو ہے۔ زکوٰۃ مذہب کا ایک جزو ہے۔ حج مذہب کا ایک جزو ہے۔ صدقہ و خیرات مذہب کا ایک جزو ہے۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

لوگوں سے حسن سلوک کرنا۔ ان کے ساتھ مروت سے پیش آنا۔ ان سے رأفت، شفقت اور ہمدردی کا اظہار کرنا یہ سب چیزیں مذہب کا جزو ہیں۔ اس لئے کہ ان کے ذریعہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل ہوتا۔ اور اس کے ساتھ انسان کا تعلق قائم ہوتا ہے۔ دنیا کے عام لوگ جو مذہب کا نام اختیار کر کے لوگوں کو ایک سوسائٹی کی شکل دینا چاہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ سے براہ راست محبت پیدا کرنے کے جو ذرائع ہیں۔ ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ وہ مذہب کے پیچھے نہیں چلتے۔ وہ اپنی

نفسانی خواہشات کا نام مذہب

رکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں لوگ مذہب کے نام پر زیادہ قابو آتے ہیں پس ایسا انسان جو خدا تعالےٰ کے ساتھ کامل تعلق پیدا کرنا چاہتا ہو۔ اس کے لئے تمام عبادتیں جو خدا تعالےٰ کے قرب کا ذریعہ اور

انسانی نفس کی صفائی

کرنے والی ہیں نہایت ہی اہمیت رکھتی ہیں۔ وہ ان کو کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتا۔ کسی طرح ان کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور کسی طرح ان کو تحقیر کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔

ہم صحابہؓ کو دیکھتے ہیں۔ ان کی ساری زندگی ہی ان باتوں میں لگی رہتی تھی جو خدا تعالےٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ لیکن اس زمانہ کے لوگ ان باتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں جو خدا تعالےٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں اور ان باتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو انکی

شہرت اور عزت کا موجب

ہوں۔ یا قوم میں ان کا وقار قائم کرنے کا موجب ہوں۔ اصل چیز کیطرف ان کی توجہ نہیں ہوتی۔ مثلاً اس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ نماز کی قدر بہت کم ہو گئی ہے۔ مسجدیں تو ہیں مگر نمازیوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اکثر ویران پڑی رہتی ہیں۔ میں جب مصر گیا۔ تو وہاں کی

سب سے بڑی مسجد

میں میں نے دیکھا ظہر کی نماز میں صرف اتنے آدمی تھے۔ کہ اس کے محراب میں ہی آ گئے۔ آگے امام تھا۔ اور پیچھے چار یا پانچ آدمی کھڑے تھے۔ یہ اس شہر کا حال ہے۔ جو اسلام کا مرکز کہلاتا ہے۔ جہاں کئی لاکھ کی اسلامی آبادی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ وہاں اور بھی مسجدیں ہیں۔ یہ نہیں کہ سب لوگ اسی مسجد میں آتے ہوں۔ لیکن

جامع مسجد کی اس حالت کو دیکھ کر

اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اور مساجد کی کیا حالت ہو گی۔ پھر تو دنیا میں جہاں جہاں گیا ہوں۔ مساجد مجھے ایسی ہی ویران دکھائی دی ہیں۔ مجھے زیادہ سیاحت کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر پھر بھی جو اسلامی علاقے میں نے دیکھے ہیں ان میں یروشلم ہے۔ حیفا ہے، دمشق ہے۔ پورٹ سعید ہے۔ سویز ہے، قاہرہ ہے یہ علاقے میں نے دیکھے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کی وہ مساجد جو شمالی ہند میں ہیں یا وہ مساجد جو مغربی ہند میں ہیں۔ میں نے دیکھی ہیں۔ جنوبی ہند اور مشرقی ہند میں مجھے جانے کا موقعہ نہیں ملا۔ مگر میں نے کوئی جگہ بھی ایسی نہیں دیکھی جہاں کی

مسجدیں آباد

ہوں سوائے بیت اللہ کے کہ وہ ایک ایسا مقام ہے۔ جو ہمیشہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرنے والوں سے بھرا رہتا ہے اللہ تعالےٰ نے اس مقام کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے۔ بے شک، ہم حج کے دنوں میں وہاں گئے تھے۔ جب اور دنوں کی نسبت وہاں بہت زیادہ عبادت کرنے والے جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر میں نے کرید کرید کر لوگوں سے پوچھا تو یہی معلوم ہوا۔ کہ دوسرے ایام میں بھی بالعموم مکہ والے

بیت اللہ میں

ہی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور ہر وقت ہزاروں نمازی وہاں موجود رہتے ہیں۔ حج کے دنوں میں تو یہ تعداد بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہ بڑی وسیع مسجد ہے۔ مگر پھر بھی بعض دفعہ ساری مسجد کناروں تک نمازیوں سے بھر جاتی ہے، عام اندازہ یہ ہے۔ کہ وہاں ساٹھ ہزار سے ایک لاکھ تک لوگ حج کے دنوں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور دوسرے دنوں میں بھی ہزاروں کی تعداد میں وہاں نماز پڑھنے والے موجود رہتے ہیں۔ وہاں چھوٹی چھوٹی الگ مسجدیں بھی بنی ہوئی ہیں۔ مگر پھر بھی محلوں والوں کی یہی خواہش ہوا کرتی ہے۔ کہ ہم

کوئی نہ کوئی نماز بیت اللہ میں

ضرور پڑھیں۔ اور بعض نے تو یہ عہد کیا ہوتا ہے۔ کہ ہم ساری نمازیں چاہے ہم کتنی ہی دُور کیوں نہ رہتے ہوں بیت اللہ میں ہی پڑھیں گے۔ پس

بیت اللہ العتیق کے سوا

قادیان کے باہر میں نے کوئی مسجد آباد نہیں دیکھی۔ بالعموم مسجدیں نمازیوں سے خالی ہوتی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ دلوں میں نماز کی اہمیت نہیں رہی وہ سمجھتے ہیں کہ نماز ایسی ہی چیز ہے۔ جیسے ٹونا یا جادو ہوتا ہے۔ کوئی حقیقی فائدہ نماز سے حاصل نہیں ہو سکتا

میں نے کچھ عرصہ ہوا دوستوں کو

نماز باجماعت پڑھنے کی تحریک

کی تھی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے قادیان میں اکثر لوگ باجماعت نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بہت کم ہیں۔ جو اس میں سستی کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی لوگوں کو بیدار کرنے اور ان میں زیادہ مستعدی پیدا کرنے کے لئے میں نے یہ تحریک کی۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ اس وقت نماز باجماعت کا چرچا بہت زیادہ ہو گیا۔ اور مساجد میں پھر آبادی بڑھ گئی۔ اب میری تحریک پر لوگ

مسجد مبارک میں

نماز پڑھنے کے لئے آنے شروع ہو گئے ہیں۔ اور گو ابھی اتنے لوگ نہیں آتے جتنے آ سکتے ہیں۔ یا جتنے لوگوں کو باقاعدگی کے ساتھ مسجد مبارک میں نماز پڑھنے کے لئے آنا چاہیئے۔ لیکن بہرحال لوگوں میں تحریک ہوئی۔ اور انہوں نے نماز کے لئے مسجد مبارک میں آنا شروع کر دیا۔ لیکن اس کے علاوہ نماز کے بعض حصے ایسے ہیں۔ جن کی طرف ابھی قادیان کے لوگ بھی متوجہ نہیں۔ اور باہر کی جماعتیں بھی ان امور کی طرف بہت کم توجہ کرتی ہیں۔

نماز کی ایک خصوصیت

یہ ہوا کرتی ہے۔ کہ اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے۔ مگر میں دیکھتا ہوں ابھی جماعت میں یہ احساس پورے طور پر پیدا نہیں ہوا۔ کہ وہ نمازیں آہستگی اور اطمینان کے ساتھ پڑھا کریں۔ ان کی نمازیں بے شک غیر احمدیوں سے اچھی ہوتی ہیں۔ جو اس طرح پڑھتے ہیں جیسے مرغا دانے چنتا ہے۔ لیکن ایسی بھی نہیں ہوتیں جیسے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا منشاء

ہے کہ نمازیں پڑھی جائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس امر کی بڑی تاکید فرمائی ہے، کہ جب انسان سجدہ میں جائے تو تمام کلمات عمدگی سے ادا کرے جب کھڑا ہو تو سورۂ فاتحہ اور قرآن مجید کا کچھ حصہ۔ یا صرف سورۂ فاتحہ جیسی بھی صورت ہو اطمینان سے پڑھے۔ اور ایک ایک لفظ کو آرام اور سکون کے ادا کرے۔ جب رکوع میں جائے۔ تو اسی طرح رکوع کی تسبیح آہستگی اور عمدگی سے کرے۔ جلدی جلدی اپنی زبان سے کلمات نہ نکالے۔ لیکن اس کے علاوہ نماز کا یہ بھی ایک اہم حصہ ہے۔ کہ

رکوع اور سجدہ وغیرہ کی حرکات

وقار کے ساتھ کی جائیں۔ جب انسان رکوع کی طرف جائے۔ تو یہ نہ ہو۔ کہ جلدی سے رکوع میں چلا جائے بلکہ آہستگی اور وقار کے ساتھ جائے۔ جب رکوع سے اٹھے تو جلدی سے نہ اٹھے۔ بلکہ آہستگی اور اطمینان کے ساتھ اس طرح اٹھے۔ جیسے ایک باوقار انسان اٹھتا ہے۔ جب سجدہ میں جائے۔ تو اس وقت بھی اپنی حرکات میں وقار مدنظر رکھے۔ یہ نہ ہو۔ کہ وہ کود کر سجدہ میں چلا جائے۔ اسی طرح دو سجدوں کے درمیان جب بیٹھے۔ تو ایک باوقار انسان کی طرح آہستگی سے اپنا سر اٹھائے۔ اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر مسنون دعائیں پڑھے۔ پھر جب سلام پھیرنے لگے۔ تو اس وقت بھی اسی حالت کو مدنظر رکھے۔ یہ نہ ہو کہ جس طرح کل دار بت حرکت کرتا ہے۔ اسی طرح جلدی سے اس کی گردن ایک دفعہ دائیں طرف مڑ جائے اور دوسری دفعہ بائیں طرف اور وہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ یہ ساری چیزیں نماز کے اثر کو زائل کرنے اور اسکے فوائد کو باطل کرنیوالی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان امور کا اس قدر خیال رکھا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے نماز شروع کر دی۔ جب وہ نماز ختم کر چکا۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا۔ کہ

تمہاری نماز نہیں ہوئی

پھر پڑھو۔ اس نے پھر نماز پڑھی۔ جب فارغ ہو چکا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ اس نے پھر نماز پڑھی۔ اس دفعہ نماز سے فارغ ہوا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ آخر جب کئی دفعہ اسی طرح ہوا۔ تو وہ کہنے لگا یا رسول اللہ مجھے تو کسی اور طرح نماز پڑھنی نہیں آتی۔ آپ ہی بتائیں۔ میں کس طرح نماز پڑھوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز پڑھو۔ تو

ٹھہر ٹھہر کر آہستگی اور وقار سے

تمام حرکات ادا کرو۔ مگر میں دیکھتا ہوں اس طرف ہماری جماعت کے دوستوں کی بہت کم توجہ ہے۔ بعض لوگ سجدہ بھی لمبا کر لیں گے۔ لیکن جب اٹھنے لگیں گے تو اس طرح جلدی سے اٹھ کر بیٹھ جائیں گے جیسے کسی مشین کے اوپر سے کوئی تختہ اٹھا دیا جائے۔ تو یکدم مشین باہر نکل آتی ہے۔ یا سجدہ میں جانے لگیں گے تو ایسا معلوم ہوگا۔ جیسے کسی نے ان کو دھکا دے دیا ہے۔ یہ ساری باتیں

وقار کے خلاف

اور نماز کی روح کو نقصان پہنچانے والی ہیں۔ اسی طرح میں نے دیکھا ہے۔ سجدہ میں جاتے وقت کھٹا کھٹ کی آواز آنی شروع ہو جاتی ہے۔ جس کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ کود کر سجدے میں جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا کھڑے کھڑے وہ تنگ آ چکے تھے۔ اور اسی لئے سجدے میں زمین پر گھٹنے مار کر جاتے ہیں۔ یہ بھی وقار کے خلاف ہے

اسلام یہ ہدایت دیتا ہے

کہ جب انسان سجدہ میں جائے تو آہستگی سے جائے۔ گھٹنوں کو آرام سے زمین پر رکھے۔ پھر آرام سے زمین پر ہاتھ رکھے اور پھر سجدہ میں اپنا سر جھکا دے۔ ان تمام حرکات میں مومنانہ وقار مدنظر رکھنا چاہیئے یہ چیز بھی اہم اصول میں سے ہے۔ اور اس سے انسان کے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔ جو شخص جلدی جلدی حرکات کرتا ہے۔ وہ چاہے پندرہ منٹ کا سجدہ کرے۔ اسے وہ فائدہ کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جو گو دو منٹ کا سجدہ کرے۔ مگر ان تمام حرکات میں وقار مدنظر رکھے۔ اور آہستگی کے ساتھ تمام ارکان نماز بجا لائے اگر لمبا سجدہ کرنے والا

نماز کی درمیانی حرکات

کو بھی آہستگی سے ادا کرے۔ تب اسے دوسروں سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ نماز کی حرکات کرتے وقت تو آہستگی سے کام نہیں لیتا۔ اور سجدہ میں زیادہ وقت صرف کر دیتا ہے۔ تو اس سے وہ شخص زیادہ فائدے میں رہے گا۔ جو گو سجدہ چھوٹا کرتا ہے۔ (یہ مطلب نہیں کہ وہ بالکل چھوٹا ہو بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ نسبتاً چھوٹا سجدہ کرتا ہے) لیکن ارکان آہستگی سے ادا کرتا ہے۔ ایسے شخص کے قلب میں یقیناً دوسرے سے زیادہ نور پیدا ہوگا۔ اور وہ دوسرے سے بہت زیادہ اللہ تعالےٰ کے قرب میں بڑھ جائیگا پس ہر شخص کو نماز پڑھتے وقت اپنی حرکات کا خصوصیت سے خیال رکھنا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس کی حرکات ایسی ہوں۔ جیسے

بادشاہ کے سامنے

کوئی مؤدب انسان کرتا ہے۔

دوسری چیز جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

ذکر الٰہی

ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ابھی تک ہماری جماعت میں ذکر الٰہی کی پوری اہمیت نہیں پائی جاتی۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہر نماز کے بعد انسان کو تینتیس دفعہ تسبیح تینتیس دفعہ تحمید اور چونتیس دفعہ تکبیر کہنی چاہیئے اور اس بات کو آپ نے اتنی اہمیت دی ہے۔ کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس غربا آئے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ کی جماعت میں کچھ امرا بھی ہیں۔ جو کچھ ہم کرتے ہیں وہی کچھ وہ بھی کرتے ہیں جیسے ہم جہاد کرتے ہیں ویسے ہی امراء جہاد کرتے ہیں۔ جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح امراء نمازیں پڑھتے ہیں۔ جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں۔ اسی طرح امراء روزے رکھتے ہیں۔ جس طرح ہم حج کرتے ہیں اسی طرح امراء حج کرتے ہیں لیکن یا رسول اللہ ایک بات میں وہ ہم سے بڑھ گئے ہیں۔ وہ زکوٰۃ دیتے ہیں مگر ہم نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ اس طرح وہ نیکی میں ہم سے بڑھ جاتے ہیں۔ یا رسول اللہ آپ کوئی ایسی ترکیب بتائیں۔ جس سے کام ہم بھی

نیکی میں ان کے برابر

ہو جائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ایک ایسی ترکیب بتاتا ہوں۔ کہ اگر تم اس پر عمل کرو گے۔ تو دوسروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جاؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا تم ہر نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ اس سے تم پانچ سو سال پہلے جنت میں چلے جاؤ گے۔ انہوں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دن گذرے۔ تو پھر وہی صحابہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم نے آپ کے کہنے پر عمل شروع کر دیا تھا کیونکہ ہم سمجھتے تھے۔ کہ چونکہ ہم زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ اور نیکی کے اس میدان میں امراء ہم سے بڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے کوئی ایسی ترکیب ہونی چاہیئے۔ جس سے امراء ہم سے نہ بڑھ سکیں مگر یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ ہمیں بتایا تھا۔ اس کا کسی طرح امراء کو بھی پتہ لگ گیا اور انہوں نے بھی اس پر عمل شروع کر دیا ہے۔ یا رسول اللہ آپ امیروں کو روک دیجئے۔ کہ وہ ایسا نہ کریں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کسی کو

نیکی سے نہیں روک سکتا

تو دیکھو ان لوگوں میں کیسا اخلاص تھا کہ نیکی کے حصول کا کوئی ذریعہ اپنے ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے یہی وجہ تھی۔ کہ ان کو خدا کا قرب حاصل ہوا۔ اگر وہ بھی اسی طرح بے پروائی کرتے۔ جس طرح آجکل بے پروائی سے کام لیا جاتا ہے۔ تو

اللہ تعالےٰ کے قرب کا مقام

ان کو کس طرح حاصل ہو سکتا۔ آج کل لوگ دین کی باتیں تو سنتے ہیں۔ مگر صرف مزہ اٹھانے کے لئے۔ عمل کرنے کے لئے نہیں سنتے۔ وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے سر بھی مار لیتے ہیں واہ وا بھی کہہ دیتے ہیں۔ یہ بھی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ واعظ صاحب نے بڑا اچھا وعظ کیا۔ لیکن یہ درد پیدا نہیں ہوتا۔ کہ ہم ان باتوں پر عمل بھی کریں۔ اب یہی روایت میں اپنے خطبات میں بیسیوں دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ مگر کتنے شخص ہیں جو اس پر باقاعدگی سے عمل کر رہے ہیں۔ کہ جب نماز ختم ہو۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ ضرور فرض نماز ہی کے بعد بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ جب نماز سے انسان فارغ ہو جائے۔ تو وہ بیٹھ کر ۳۳ دفعہ تسبیح ۳۳ دفعہ تحمید اور ۳۴ دفعہ تکبیر کہے۔ حالانکہ اس کے بدلے میں انسان دوسروں سے

پانچ سو سال پہلے جنت میں

جا سکتا ہے۔ کیا پانچ سو سال پہلے جنت میں چلا جانا کوئی معمولی بات ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں ہزاروں لاکھوں روپے لوگ اس غرض کے لئے دینے کو تیار ہو جائیں اگر وہ سمجھیں۔ کہ انہیں ان روپوں کے بدلہ میں چھ مہینہ کی اور زندگی مل سکتی ہے۔ حالانکہ چھ مہینے کی کیا حقیقت ہے کچھ بھی نہیں۔ لیکن اگر کسی کو یقین ہو جائے۔ کہ اب میری موت کا وقت آپہنچا ہے۔ اور اس وقت اسے کہا جائے۔

کہ تمہیں ایک ہفتہ کی اور زندگی مل سکتی ہے تم اتنے ہزار روپے دے دو۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ ایسے موقع پر اُسے ہزاروں باتیں یاد آجائیں گی۔ کہ اگر ایک ہفتہ کی اور زندگی مل جائے۔ تو میں فلاں کام بھی کرلوں فلاں کام بھی کرلوں۔ اور وہ اس غرض کے لئے اپنی آدھی جائیداد تک دینے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ اگر

موت کے یقینی علم کے بعد

صرف ایک ہفتہ کی زندگی کے لئے انسان اس قدر قربانی کر سکتا ہے۔ تو جہاں پانچ سو سال کی زندگی ملتی ہو۔ وہاں اس زندگی کے حصول کے لئے دل میں کسی تحریک کا پیدا نہ ہونا بتاتا ہے کہ لوگوں کو اس بات پر یقین ہی نہیں کہ یہ خدائی وعدہ ہے۔ اور خدا اپنے وعدوں کو ضرور پورا کیا کرتا ہے۔ اگر انہیں یقین ہوتا تو میں سمجھتا ہوں وہ سر کے بل چل کر مسجدوں میں آتے۔ اور تسبیح و تحمید اور تکبیر کے ثواب سے حصہ پاتے۔ مگر اتنا چھوٹا سا کام کرنا بھی انہیں دوبھر معلوم ہوتا ہے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ صحابہؓ کے دل میں نیکی میں ترقی کرنے کا کس قدر جوش پایا جاتا تھا۔ کہ غرباء کی یہ خواہش تھی۔ امراء ہم سے نہ بڑھ جائیں۔ اور امراء کی یہ خواہش تھی کہ غرباء ہم سے نہ بڑھ جائیں۔

ایک اور صحابی کے متعلق

لکھا ہے۔ انہوں نے ایک دفعہ مجلس میں بیان کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ کہ جو شخص اپنے بھائی کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوتا اور پھر اس کا جنازہ بھی پڑھتا ہے۔ اُسے ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو جنازہ پڑھنے کے بعد میّت کے ساتھ جاتا۔ اور اس کے دفن ہونے تک موجود رہتا ہے۔ اور اسوقت واپس آتا ہے۔ جب اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ اسے دو قیراط ثواب ملتا ہے اور ہر قیراط اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ دُوسرے صحابی نے جب اُن کی زبان سے یہ بات سنی تو وہ خفا ہو گئے۔ کہ تم بڑے ظالم ہو۔ آج تک تم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث ہمیں بتائی کیوں نہیں۔ خبر نہیں ہم ثواب کے کتنے قیراط ضائع کر چکے ہیں۔ اگر تم پہلے یہ بات بتا دیتے۔ تو ہم جنازہ پڑھ کر واپس نہ چلے جاتے بلکہ میت کے ساتھ جاتے اور اُسکے دفن ہونے کے بعد واپس آتے۔ اور اگر ہم نے جلدی ہی واپس آجانا ہوتا۔ تو مجبوری کی حالت میں واپس جاتے۔ ورنہ

میت کے دفن ہونے تک

ضرور موجود رہتے۔ تاکہ یہ ثواب ہمارے ہاتھ سے نہ جاتا۔ مگر تم نے تو یہ بات اتنی دیر کے بعد بتائی ہے۔ کہ اب کئی ایسے مواقع ضائع ہو چکے ہیں۔ جب ہم جنازہ کے ساتھ جا سکتے تھے۔ مگر اس حدیث کے عدم علم کی وجہ سے نہ گئے۔ اور ثواب ضائع ہو گیا۔ اسی طرح روایتوں میں آتا ہے۔ ایک دفعہ

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ

کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی۔ بھائیوں بھائیوں میں بھی بعض دفعہ ناراضگی کی کوئی بات ہو جاتی ہے۔ حضرت امام حسنؓ کی طبیعت بہت سلجھی ہوئی اور نرم تھی۔ لیکن حضرت امام حسینؓ کی طبیعت میں جوش پایا جاتا تھا۔ ان میں جو جھگڑا ہوا اس میں حضرت امام حسینؓ کی طرف سے زیادتی ہوئی۔ لیکن حضرت امام حسنؓ نے صبر سے کام لیا۔ اِس جھگڑے کے وقت بعض اور صحابہؓ بھی موجود تھے۔ جب جھگڑا ختم ہو گیا۔ تو دوسرے دن ایک شخص نے دیکھا۔ کہ حضرت امام حسنؓ جلدی جلدی کسی طرف جا رہے ہیں اس نے ان سے پُوچھا۔ آپ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت حسنؓ کہنے لگے میں حسینؓ سے معافی مانگنے چلا ہوں۔ وہ کہنے لگا۔ کیا آپ معافی مانگنے چلے ہیں۔ میں تو خود اُس جھگڑے کے وقت وہاں موجود تھا۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ حسینؓ نے آپکے متعلق سختی سے کام لیا پس یہ ان کا کام ہے کہ وہ آپ سے معافی مانگیں نہ یہ کہ آپ ان سے معافی مانگنے چلے جائیں۔ حضرت حسنؓ نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ میں اسی لئے تو ان سے معافی مانگنے جا رہا ہوں۔ کہ انہوں نے مجھ پر سختی کی تھی۔ کیونکہ ایک صحابیؓ نے مجھے سنایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ جب دو شخص آپس میں لڑ پڑیں۔ تو ان میں سے

جو پہلے صلح کرتا ہے۔

وہ جنت میں دُوسرے سے پانچ سو سال پہلے داخل ہوگا۔ میرے دل میں یہ بات سنکر خیال پیدا ہوا۔ کہ کل میں نے حسینؓ سے بُرا بھلا سنا۔ اور انہوں نے مجھپر سختی کی۔ اب اگر حسینؓ معافی مانگنے کے لئے میرے پاس پہلے پہنچ گئے۔ اور انہوں نے صلح کرلی۔ تو میں دونوں جہان سے گیا۔ کہ یہاں بھی مجھ پر سختی ہو گئی۔ اور اگلے جہان میں بھی میں پیچھے رہا۔ چنانچہ میں نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ مجھ پر جو سختی ہو گئی ہے۔ وہ تو ہو گئی۔ اب میں اُن سے پہلے معافی مانگ لوں۔ تاکہ اس کے بدلہ میں مجھے جنت تو اُن سے پانچ سو سال پہلے مل جائے۔

یہ خواہش تھی۔ جو انہیں

نیکیوں میں ترقی کرنے کی طرف

لے جاتی تھی۔ بات سننا اور کان سے نکال دینا۔ یہ کوئی مفید طریق نہیں۔ ہزار بات سننے اور عمل نہ کرنے سے یہ زیادہ بہتر ہے۔ کہ انسان ایک بات سُنے اور اسپر عمل کرے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص آیا۔ صحابہؓ کہتے ہیں ہمیں دُور سے ہی اس کی گنگناہٹ کی آواز آرہی تھی۔ گویا وہ راستہ میں آتے ہی اپنے مونہہ میں سوال و جواب کر رہا تھا۔ جب وہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں

پہنچا۔ تو اُس نے صحابہؓ سے پوچھا۔ کہ کون ہیں تمہارے صاحب۔ صحابہؓ کہتے ہیں ہم نے کہا۔ وہ جو مجلس میں تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا۔ اور کہنے لگا۔ میں آپ سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ کو خدا نے لوگوں کو یہ کہنے کا حکم دیا ہے کہ میں خُدا کا رسول ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں دُنیا پر اپنی رسالت کا اعلان کروں۔ وہ کہنے لگا۔ تو بہت اچھا میں اسپر ایمان لایا ہوں پھر وہ کہنے لگا۔ اب بتائیے یہ جو نمازوں کا حکم ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ وہ کہنے لگا۔ کیا آپ

خدا کی قسم کھا کر

کہہ سکتے ہیں کہ آپکو ان پانچ نمازوں کا خدا نے حکم دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں مجھے خدا نے ہی پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے۔ اِس کے بعد اس نے اسی طرح روزوں کے متعلق پوچھا۔ پھر حج کے متعلق دریافت کیا۔ پھر زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا اور ہر بات وہ آپ سے قسم دے کر پوچھتا رہا۔ جب وہ یہ باتیں دریافت کر چکا۔ تو کوئی اور بات کئے بغیر وہ وہاں سے اُٹھا۔ اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں ان میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑونگا۔ مگر ان پر کوئی بات زیادہ بھی نہیں کروں گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسوقت فرمایا۔ اگر اس شخص نے اپنی بات کو پُورا کرلیا۔ تو نجات پا گیا۔ تو دیکھو وہ شخص تھوڑی دیر کے لئے آیا۔ اور چند منٹ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں بیٹھا۔ باتیں اسنے تھوڑی سی دریافت کیں مگر پھر وہ اس ارادہ سے کھڑا ہو گیا۔ کہ اب میں ان باتوں پر عمل کرکے رہونگا۔ یہ نہیں ہوگا۔ کہ صرف سنوں اور عمل نہ کروں۔ اس کے مقابلہ میں وہ لوگ بھی تھے۔ جو بیسیوں دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آئے۔ ہزاروں باتیں انہوں نے سنیں مگر وہ

منافق کے منافق

ہی رہے۔ انہوں نے باتیں تو سنیں مگر اُن پر عمل نہ کیا۔ اُن سے انہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ زیادہ باتیں سُننے والے تو جہنم میں چلے گئے۔ اور چھوٹی سی بات سُن کر اُس پر عمل کرنے والا جنت میں چلا گیا۔

تو نیکی کی باتوں کو سننا اور اُن پر عمل کرنا بڑی اہم بات ہوتی ہے۔ اور جتنا کوئی ثواب کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ اتنا ہی وہ ان باتوں کو یاد رکھتا اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض دفعہ نیک کاموں میں حصہ لینے کے باوجود انسان کے ایمان کا جو برتن ہوتا ہے۔ اس کے

پیندے میں شگاف

ہوتا ہے۔ مگر وہ اس کی طرف سے غافل ہوتا ہے۔ ایسا انسان نماز تو پڑھتا ہے۔ مگر چونکہ اس کے نماز کے برتن میں شگاف ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی غفلت کی وجہ سے وہ نماز اس شگاف میں سے نیچے گر جاتی ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ انسان نماز تو پڑھتا ہے۔ مگر اس کا دھیان کسی اور طرف ہوتا ہے۔ یا وضو میں اُس سے کوئی بے احتیاطی ہو جاتی ہے۔ مگر اسے علم نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں وہ بظاہر نماز پڑھ رہا ہوتا ہے۔ مگر وہ نماز پیندے کے سوراخ میں سے نیچے گر جاتی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میری ہزار نمازیں جمع ہو چکی ہوں گی۔ حالانکہ وہاں صرف سو نمازیں ہوتی ہیں۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کسی کے بٹوے یا جیب میں شگاف ہو۔ مگر اُسے علم نہ ہو۔ وہ تو یہی سمجھتا رہے گا۔ کہ میری جیب یا بٹوے میں اتنے روپے ہیں۔ مگر جب وہ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالیگا تو اُسے وہاں کوئی روپیہ نہیں ملے گا۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرض نمازوں کے ساتھ نوافل

کا بھی حکم دیا ہے تاکہ اگر کچھ نمازیں انسان کی غفلت کی وجہ سے گر جائیں۔ تو نوافل ان کا قائم مقام بن سکیں۔ یا ذکر الٰہی کا حکم دے دیا۔ تاکہ اگر نوافل میں کمی آجائے۔ تو ذکر الٰہی اُن نوافل کا قائم مقام ہو جائے۔ پس اگر تم روحانی ترقی حاصل کرنا چاہتے ہو اگر تم اللہ تعالےٰ کی جماعت میں داخل ہو کر روحانی فیوض حاصل کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کے دین اور اس کے قائم کردہ نظام سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ تو نمازوں کی درستی کی طرف توجہ کرو۔ اور بین الارکان حرکات کو وقار سے ادا کرو۔

پھر

دو چیزیں اور بھی ہیں

جن کا میں ذکر کر دینا چاہتا ہوں۔ جماعت کے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ کم سے کم مقدار میں ان امور کی پابندی کریں۔ تاکہ اُن کے دلوں کا نور بڑھے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل ان پر نازل ہوں۔ اُن دو باتوں میں ایک یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ فرماتے ہیں۔ دو کلمے ایسے ہیں۔ کہ رحمٰن کو بہت پیارے ہیں۔ خفیفتان علی اللسان زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔ عالم۔ جاہل۔ عورت۔ مرد۔ بوڑھا۔ بچہ ہر شخص ان کلمات کو آسانی سے ادا کر سکتا ہے اگر تم دو سال کے بچہ کو وہ کلمات سکھانا چاہو۔ تو وہ بھی ان کو سیکھ جائے گا۔ اگر ایک بڈھے کھوسٹ کو وہ کلمات سکھانے لگو۔ تو وہ بھی ان کو سیکھ لے گا ثقیلتان فی المیزان۔ لیکن قیامت کے دن جب

اعمال کا وزن

ہوگا۔ تو جس شخص کی نیکیوں کے پلڑے میں وہ ہوں گے۔ وہ اسے بہت بھاری بنا دینگے اور اُسے دوسرے پلڑے سے نیچا کر دیں گے۔ وہ کلمے یہ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ یہ کتنا چھوٹا سا کلمہ ہے۔ اگر تم اپنے دو سالہ بچے کو یاد کرانا چاہو۔ تو وہ بھی اسے آسانی سے یاد کرے گا۔ کیونکہ اس کا وزن ایسا ہے جس میں

توازن شعری

قائم ہے۔ اور انسان ان کلمات کے پڑھتے وقت یوں محسوس کرتا ہے۔ کہ گویا ایک جھولا جھول رہا ہے۔ جو کبھی اونچا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی نیچا ہو جاتا ہے۔ پس چونکہ ان میں تناسب صوتی پایا جاتا ہے۔ اس لئے ان کا یاد رکھنا بڑا آسان ہے۔ اور اسے اپنی زبان سے دہرانا تو اور بھی آسان ہے (جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

تسبیح و تحمید اور تکبیر

کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں تسبیحوں میں سے یہ تسبیح آپ نے بڑی اہم قرار دی ہے۔ پس میں جماعت میں تحریک کرتا ہوں۔ کہ ہر احمدی کم سے کم بارہ دفعہ دن میں یہ تسبیح روزانہ پڑھ لیا کرے۔ وہ چاہے تو سوتے وقت پڑھ لے۔ چاہے تو ظہر کے وقت پڑھ لے۔ چاہے تو عصر کے وقت پڑھ لے۔ چاہے تو مغرب کے وقت پڑھ لے۔ چاہے تو عشاء کے وقت پڑھ لے چاہے تو فجر کے وقت پڑھ لے بہرحال

ہر احمدی یہ عہد کر لے

کہ وہ روزانہ بارہ دفعہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھ لیا کرے گا۔ اسی طرح دوسری چیز جو اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات اور آپ کے فیوض کا دنیا میں وسیع ہونا ہے۔ اور اُن

برکات اور فیوض

کو پھیلانے کا بڑا ذریعہ دُرود ہے بیشک ہر نماز میں تشہد کے وقت درود پڑھا جاتا ہے۔ مگر وہ جبری درود ہے۔ اور جبری درود اتنا فائدہ نہیں دیتا۔ جتنا اپنی مرضی سے پڑھا ہوا دُرود انسان کو فائدہ دیتا ہے وہ درود بے شک نفس کی ابتدائی صفائی کے لئے ضروری ہے۔ لیکن تقرب الی اللہ کے حصول کے لئے اس کے علاوہ بھی درود پڑھنا چاہیئے۔ پس میں دوسری تحریک یہ کرتا ہوں۔ کہ ہر شخص

کم سے کم بارہ دفعہ روزانہ دُرود پڑھنا

اپنے اوپر فرض قرار دے لے) یہ اس کا اختیار ہے۔ کہ خواہ فجر کے وقت پڑھ لے۔ خواہ ظہر کے وقت پڑھ لے۔ خواہ عصر کے وقت پڑھ لے۔ خواہ مغرب کے وقت پڑھ لے خواہ عشاء کے وقت پڑھ لے۔ خواہ سونے سے پہلے پڑھ لے۔ بہرحال بارہ دفعہ روزانہ درود پڑھ لیا جائے۔ مگر درود پڑھنے کے یہ معنے نہیں۔ کہ انسان محض درود کے الفاظ اپنی زبان سے دہراتا جائے۔ بلکہ اُسے چاہیئے

درود سمجھ کر پڑھے

یہ نہیں کہ خالی مُنہ سے اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ کہہ دیا جائے۔ بلکہ جب انسان اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ کہے تو اُسے پتہ ہو کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اے خدا تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما۔ آپ کے درجات کو بلند کر۔ آپ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلا۔ آپ کا نور دنیا میں روشن کر۔ اور آپ جس کام کے لئے دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ اُس میں آپ کو کامیاب فرما۔ تاکہ ساری دنیا آپ کے جھنڈے کے نیچے آجائے۔ ساری دنیا صداقت کو قبول کر لے۔ اور ساری دنیا آپ کی غلامی کو اختیار کرلے۔ جب کوئی شخص اس دعا سے درود پڑھے گا۔ کہ دنیا کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت حاصل ہو۔ اور آپ کا لایا ہوا نور وہ قبول کر لے۔ تو یہ لازمی بات ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس شخص کو بھی اس امر کی توفیق عطا فرما دے گا۔ کہ وہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار

کو پھیلانے میں حصہ لے۔ اور آپ کے احکام کی دنیا میں اشاعت کرے۔

ہم دیکھتے ہیں جب کوئی شخص کسی غریب آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اُسے کسی امیر کے دروازے پر لے جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اس کی مدد کی جائے۔ تو اس کے اپنے دل میں بھی اس کے متعلق

رحم کے جذبات

پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جب یہ خدا سے کہے گا۔ کہ خدایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلا۔ تو اس کے اپنے دل میں بھی درد پیدا ہوگا۔ کہ میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤں۔ جب یہ خدا سے کہے گا۔ کہ خدایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور دنیا میں روشن فرما۔ تو اس کے اپنے دل میں بھی درد پیدا ہوگا۔ کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دنیا میں روشن کرنے کا موجب بنوں۔ جب یہ خدا سے کہے گا۔ کہ خدایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی دنیا میں اشاعت فرما۔ تو اس کے اپنے دل میں بھی درد پیدا ہوگا۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی اشاعت میں حصہ لوں۔ اور چونکہ آل کے لفظ میں وہ سب لوگ شامل ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی اتباع کرتے۔ اور آپ کے انوار کو پھیلانے میں حصہ لیتے ہیں

بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس میں شریک ہیں۔ اس لئے جب کوئی شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجے گا۔ تو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود

بھی اسی میں شامل ہو جائے گا۔ لیکن یہ بھی جائز ہے۔ کہ مخصوص طور پر انسان درود میں یہ الفاظ زائد کر لے۔ کہ علیٰ عبدک المسیح الموعود ان الفاظ کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وہ فیضان جو بواسطہ مسیح موعود مقدر ہے۔ اس کی طرف اسکی خاص طور پر توجہ رہے گی۔ اور یہ کوشش کریگا کہ میں اس فیضان سے بھی حصہ لوں۔ بہر حال ہماری جماعت کو درود پڑھنے کی طرف بھی خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ ابتدائی طور پر میں نے ہر شخص کے لئے دن میں بارہ دفعہ درود پڑھنا ضروری قرار دیا ہے۔ اور گو درود اس سے زیادہ پڑھنا چاہیئے۔ مگر

سب سے بہتر کام

وہی ہوتا ہے۔ جس کو انسان عمدگی سے نباہ سکے۔

پس ہر احمدی مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا اس کو چاہیئے کہ شروع میں وہ کم سے کم روزانہ بارہ دفعہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اور بارہ دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود پڑھا کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ کوئی لمبا درود ہو۔ اگر کوئی شخص لمبا درود نہیں پڑھ سکتا۔ تو وہ چھوٹے سے چھوٹا درود بھی پڑھ سکتا ہے۔ وہ یہ کہہ کر بھی اپنے اس فرض کو ادا کر سکتا ہے۔ کہ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔ یہ درود ایسا ہے۔ جو معمولی سے معمولی علم والا بھی یاد کر سکتا ہے۔ یہ درود ایسا ہے۔ جو چھوٹی سے چھوٹی عمر والا بھی یاد کر سکتا ہے۔ بچے اس درود کو یاد رکھ سکتے ہیں۔ بوڑھے اس درود کو یاد رکھ سکتے ہیں معمولی علم رکھنے والے اس درود کو یاد رکھ سکتے ہیں۔ اور پھر باوجود اتنا چھوٹا درود ہونے کے سارا مضمون اس میں آجاتا ہے۔ برکت کی دعا بھی اسمیں آجاتی ہے سلامتی کی دعا بھی اسمیں آجاتی ہے رحمت اور فضل کی دعا بھی اس میں آجاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر ہماری جماعت کے دوست یہ قدم اٹھالیں۔ تو اس کا ذکر اور درود کا ورد انشاء اللہ بڑھتا جائیگا اور پھر ان کے دلوں میں خود بخود نیکی اور تقوےٰ پیدا ہو جائے گا۔

اللہ تعالےٰ کے فیوض

سے وہ حصہ لینا شروع کر دیں گے۔ اور انوار الٰہیہ بھی جلد جلد نازل ہونے لگ جائینگے انوار تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ضرور نازل ہوں گے بڑی چیز یہ ہے۔ کہ ان انوار سے تم کو بھی حصہ ملے۔ میں تمہیں وہ باتیں نہیں بتاتا جن سے صرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو برکتیں ملیں اور تم کو نہ ملیں۔ بلکہ میں تمہیں وہ طریق بتا رہا ہوں۔ جس سے تم کو بھی ان برکات سے حصہ مل سکے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ضرور برکتیں ملیں گی۔

یہ ہو نہیں سکتا

کہ اللہ تعالےٰ ان کو برکات عطا نہ فرمائے۔ اور ان کے انوار دنیا میں روشن نہ کرے۔ پس تمہیں ان کا فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں یہ فکر ہونا چاہیئے۔ کہ تم ان برکات سے حصہ لیتے ہو یا نہیں لیتے۔ پس تمہارے منہ سے یہ باتیں اس لئے نکلوائی جاتی ہیں۔ کہ اگر تم ان پر عمل کرو گے۔ تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر برکات و انوار نازل ہونے کی وجہ سے تمہیں بھی ان برکات سے حصہ [illegible] جائے گا۔ اگر تم درود پر دوام اختیار کرو گے۔ اگر تم تسبیح و تحمید اور تکبیر میں حصہ لو گے۔ اگر تم اپنی نمازیں درست کرو گے۔ اگر تم ارکان نماز کو آہستگی اور اطمینان کے ساتھ ادا کرو گے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ جب زمین پر

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی برکتیں

نازل ہوں گی۔ تو ان برکات سے تم کو بھی حصہ ملے گا۔ اور تمہارا خاندان اور تمہاری نسلیں ان برکات سے محروم نہیں رہیں گی۔ جب اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں سے کہیگا۔ کہ جاؤ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار کو دنیا میں پھیلاؤ۔ جاؤ اور آپ کی برکات سے زمین والوں کو حصہ دو۔ تو اس وقت خدا اپنے فرشتوں کو یہ بھی حکم دیگا۔ کہ دیکھنا میرے فلاں بندے کو بھی یاد رکھنا۔ کیونکہ وہ بھی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کے لئے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر رحمت اور سلامتی نازل ہونے کے لئے مجھ سے

عاجزانہ طور پر دعائیں

کیا کرتا تھا۔ پس جب تم آسمان سے رحمتوں کے خزانے لے جاؤ تو اس کے گھر کو نہ بھولنا۔ بلکہ اسے بھی ان رحمتوں سے مالا مال کر دینا۔ پس جو لوگ محبت اور اخلاص کے ساتھ درود پڑھیں گے۔ وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے اللہ تعالےٰ کی برکات سے حصہ پائیں گے۔ ان کے گھر رحمتوں سے بھر دئے جائیں گے۔ ان کے دل اللہ تعالےٰ کے انوار کا جلوہ گاہ ہو جائیں گے۔ اور نہ صرف ان روحانی نعماء سے وہ لذت اندوز ہوں گے بلکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے چونکہ ان کی خواہش ہوگی۔ کہ اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام اکناف عالم تک پہنچے۔ اس لئے وہ اپنے اس ایمانی جوش اور درود اور دعاؤں کے نتیجہ میں

اسلام کے غلبہ کا دن

بھی دیکھ لیں گے۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ دعائیں ہی ہیں۔ جن سے یہ عظیم الشان کام ہو سکتا ہے۔ دنیوی کوششیں تو محض سہارے اور ہمارے اخلاص کے امتحان کا ایک ذریعہ ہیں۔ ورنہ قلوب کا تغیر محض خدا کے فضل سے ہوگا۔ اور اس فضل کے نازل ہونے میں ہماری وہ دعائیں ممد ہونگی جو ہم عاجزانہ طور پر اس سے کرتے رہیں گے۔

کالج فنڈ کی تحریک میں خدا کے موعود خلیفہ کا اسوہ حسنہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ان ایام میں اشاعت اسلام اور اشاعت احمدیت کے متعلق جو تحریکیں ہوئی ہیں۔ ان میں تعلیم الاسلام کالج فنڈ کی تحریک بھی ایک ایسی تحریک ہے۔ جس کے متعلق حضور پر یہ انکشاف ہوا۔ کہ یہ تحریک بھی آئندہ جنگ کی کڑیوں میں سے ایک اہم کڑی ہے۔ ان تحریکوں کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ ہمیں آئندہ اسلام کو غالب کرنے والی جنگ کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے اس تحریک کی اہمیت اور ضرورت جہاں حضور بارہا اپنے ارشادات میں بیان فرما چکے ہیں سو وہاں حضور نے اپنے عمل سے بھی اس کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے۔

احباب کرام کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے کالج فنڈ کے لئے ۱۱۰۰۰ روپے کی رقم وعدہ نہیں بلکہ عطا فرما دی ہے۔ یہ رقم جو صرف حضور کی طرف سے ہے۔ جماعت کے کل مطالبہ کا چودھواں حصہ ہے۔ باقی ۱۳ حصے وہ ہیں۔ جو تمام جماعت نے ادا کرنے ہیں۔ اس رقم میں پانچ ہزار روپیہ تو حضور کا اپنی طرف سے ہے۔ ایک ہزار روپیہ سیدہ امۃ الحی مرحومہ کی طرف سے ایک ہزار روپیہ سیدہ سارہ بیگم صاحبہ کی طرف سے ایک ہزار روپیہ سیدہ ام طاہر احمد کی طرف سے۔ ایک ہزار سیدہ ام ناصر احمد کی طرف سے ایک ہزار سیدہ ام وسیم کی طرف سے اور ایک ہزار روپیہ ا[illegible] کی طرف سے۔ اس کے علاوہ سیدہ ام وسیم صاحبہ اپنی طرف سے بیس روپے اور سیدہ ام متین صاحبہ پچاس روپے دے چکی ہیں۔ نیز حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی خورد سالہ صاحبزادیوں سیدہ امۃ الحکیم۔ سیدہ امۃ الجمیل اور سیدہ امۃ الباسط کی طرف سے بھی چالیس روپے عطا فرما چکے ہیں۔ اس طرح ۱۱۱۱۰ روپے کی رقم کالج فنڈ کی تحریک کے لئے حضور نے عطا فرمائی ہے۔

احباب کو یاد ہوگا۔ کہ حضور نے فرمایا تھا کہ "جماعت کا مالدار حصہ خصوصاً وہ لوگ جن کو جنگ کی وجہ سے روپیہ زیادہ ملا ہے۔ مثلاً تاجر وغیرہ جن کی آمدنیوں میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ وہ اس طرف خاص طور پر توجہ کریں۔ یا وہ زمیندار جن کی آمدنیاں بڑھ گئی ہیں۔ جو بڑے بڑے زمیندار ہیں۔ ان کو کافی روپیہ مل گیا ہے۔ وہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ اس روپیہ سے مربعے اور جائدادیں وغیرہ خرید لیں۔ وہ بیشک خریدیں۔ ہم اس سے روکتے نہیں

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۷۳۷۲ منکہ غلام قادر خاں ولد چوہدری نواب خان صاحب قوم راجپوت پیشہ زراعت عمر ۴۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن لنگیری ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ ۴/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت جائیداد حسب ذیل ہے:۔

قطعہ نمبر ۱ ۸ مرلہ ۱ کنال بحساب -/۲۵۰ فی کنال - کل قیمت -/-/۲۰۰۰
قطعہ نمبر ۲ ۱۵ مرلہ ۴ کنال بحساب -/۱۵۰ فی کنال - کل قیمت -/۸/۷۱۲
قطعہ نمبر ۳ ۶ مرلہ ۴ کنال بحساب -/۲۵۰ فی کنال - کل قیمت -/۱۰۷۵
قطعہ نمبر ۴ ۴ کنال بحساب -/۱۰۰ فی کنال - کل قیمت -/-/۴۰۰
قطعہ نمبر ۵ ۱۰ مرلہ ۲ کنال بحساب -/۲۵۰ فی کنال - کل قیمت -/-/۶۲۵
قطعہ نمبر ۶ ۱۴ مرلہ ۱ کنال بحساب -/۲۵۰ فی کنال - کل قیمت -/-/۴۲۵
قطعہ نمبر ۷ ۱۴ مرلہ بحساب -/۱۰۰ فی کنال - کل قیمت -/-/۷۰
قطعہ نمبر ۸ ۹ مرلہ بحساب -/-/۵۰ فی کنال - کل قیمت -/۸/۲۲
قطعہ نمبر ۹ ۱۳ مرلہ ۱ کنال بحساب -/۱۰۰ فی کنال - کل قیمت -/-/۱۶۵
قطعہ نمبر ۱۰ ۱۲ کنال کلر بحساب -/۵ فی کنال - کل قیمت -/-/۶۰
قطعہ نمبر ۱۱ ۱ کنال بحساب -/۵۰ فی کنال - کل قیمت -/-/۵۰

کل رقبہ = ۱ مرلہ ۲۸ کنال - کل میزان = -/-/۵۶۰۵ روپے اسکے علاوہ ایک حویلی خام ½۲ مرلہ قیمتی -/۶۰ ایک گھر خام ½۱ مرلہ قیمتی -/۶۰ کل -/۱۲۰ کل میزان -/۵۷۲۵ میرے ذمہ ایک ہزار قرضہ ہے۔ باقی کل جائیداد -/۴۷۲۵ کی ہوتی ہے۔ اس میں سے والدہ صاحبہ کا ⅛ حصہ نکال کر باقی مبلغ -/۶/۴۱۳۴ بچتے ہیں۔ اسمیں سے ½ حصہ ہمشیرگان کا ہے۔ جو کہ انہوں نے اپنی خوشی سے مجھے ہی دیدیا ہے۔ لہذا -/۶/۴۱۳۴ کے ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو -/۷/۴۱۳ ہوتے ہیں۔ میں یہ رقم اپنی زندگی میں ہی ادا کردونگا۔ اگر میں ادا نہ کرسکوں۔ تو میرے ورثاء اس رقم کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔ نیز اگر بوقت وفات اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد مزید ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ غلام قادر خان موصی۔ گواہ شد:۔ کریم بی بی ہمشیرہ موصی۔ گواہ شد:۔ عائشہ بیگم ہمشیرہ موصی۔ گواہ شد:۔ نظام دین۔ گواہ شد:۔ حکیم محمد ابراہیم

۷۳۵۷ منکہ صدیقہ بیگم زوجہ دین محمد فٹر قوم راجپوت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۴۴ ۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ منقولہ جائیداد میں صرف ایک جوڑا ڈنڈیاں طلائی وزنی نصف تولہ قیمتی -/۳۵ روپے اور ایک انگوٹھی طلائی قیمتی -/۱۵ روپے نیز میرا مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ ہے جسمیں سے -/۹۵۰ بذمہ خاوند ہیں۔ میں اپنی جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے -/۵ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ اس کا دسواں حصہ بھی ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں جمع کرواتی رہونگی۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میں مبلغ یکصد روپیہ نقد داخل خزانہ کر رہی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی اگر کوئی رقم میں اپنی زندگی میں ادا کردوں۔ تو وہ حصہ وصیت سے منہا سمجھی جائے گی۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم ٥

الامۃ:۔ صدیقہ بیگم معرفت مولوی محمد صدیق صاحب واقف زندگی دارالرحمت

گواہ شد:۔ محمد صدیق واقف زندگی۔

گواہ شد:۔ دین محمد فٹر

مرکزی لجنہ اماء اللہ کا نہایت اہم جلسہ

اس ماہ کی آخری جمعرات مورخہ ۲۹ مئی کو صبح آٹھ بجے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا ماہانہ جلسہ ہوگا۔ سب بہنوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وقت مقررہ پر جلسہ میں شرکت فرمائیں ؛ مریم صدیقہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

دس سالہ حساب کب ملے گا

خدا کے فضل سے "تحریک جدید" کی دس سالہ قربانیاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزاری فوج میں شامل ہونے کا سرٹیفکیٹ ہیں۔ ہر مجاہد کے دل میں یہ تڑپ اور خواہش ہے۔ کہ اس کو اس کا دس سالہ حساب مل جائے۔ اس کا بہترین ذریعہ یہ ہے۔ کہ آپ سال دہم کا وعدہ ۳۱ مئی سے پہلے پہلے مرکز میں داخل کر دیں۔ پھر آپ کا دس سالہ حساب مکمل ہو جائے گا۔ دس سالوں میں سے کسی سال میں کوئی بقایا ہوگا۔ یا کوئی سال خالی ہوگا تو دفتر فنانشل سیکرٹری تحریک جدید آپ کو آپ کا دس سالہ حساب لکھ کر ارسال کر دے گا تا آپ اپنی کمی کا ازالہ کر سکیں مگر یاد رہے کہ سال دہم کا وعدہ مرکز میں داخل ہو جانے کے بعد حساب بنایا جاتا ہے۔ پس آپ سال دہم کا چندہ ۳۱ مئی سے پہلے داخل فرما دیں ؛

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

انبیاء علیہم السلام کی سیرت کے متعلق

جماعت احمدیہ قادیان کا جلسہ

قادیان ۲۲ مئی۔ کل صبح ۹ بجے مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے جلسہ انبیاء علیہم السلام کی سیرت کے متعلق شروع ہوا۔

(۱) حافظ شفیق احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔

(۲) جناب خانصاحب ذوالفقار علی خانصاحب گوہر نے حضرت زرتشت کی سوانحعمری اور ان کی تعلیم کو نظم میں پیش فرمایا۔

(۳) جناب بھگت چونی لال صاحب ریٹائرڈ ریکارڈ کیپر ہائیکورٹ لاہور نے حضرت کرشن علیہ السلام کی زندگی پر نہایت دلچسپ تقریر فرمائی

(۴) حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے حضرت بدھ کی زندگی پر دلچسپ پیرایہ میں تقریر فرمائی۔

(۵) جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی ایک نظم انبیاء علیہم السلام پر سلام ایک طالب علم نے خوش الحانی سے سنائی۔ (۶) جناب پنڈت دلیا رام صاحب ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک امرتسر نے حضرت سری کرشن جی مہاراج کی زندگی پر نہایت عمدہ تقریر فرمائی (۷) مولوی دوست محمد صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سفر طائف کے متعلق ایک نظم پڑھی (۸) جناب گیانی دیوان سنگھ صاحب ٹیچر ڈی۔ اے۔ وی ہائی سکول قادیان نے آپس میں پیار و محبت کا سلوک کرنے کے متعلق تقریر فرمائی

(۹) حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب بی۔ اے مولوی فاضل نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقریر فرمائی۔ (۱۰) جناب پروفیسر برہمن سروپ صاحب ایم۔ اے لاہور نے حضرت رام کے سوانح پر مدلل تقریر فرمائی۔ (۱۱) جناب پنڈت سری ناتھ صاحب بھنوت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر اور اسلام کے سچا مذہب ہونے پر تقریر فرمائی۔ (۱۲) ملک عطاء الرحمان صاحب واقف تحریک جدید نے حضرت زرتشت کی سوانح عمری بیان فرمائی۔ (۱۳) جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی پر مختصر سی تقریر فرمائی (۱۴) صاحب صدر جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے نے جلسہ کے انتظام کو اور زیادہ بہتر بنانے کے متعلق منتظمین کو توجہ دلائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اور آپ کی تعلیم پر تقریر فرمائی۔ اور دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا

تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ

تعلیم الاسلام کالج میں فرسٹ ایر آرٹس اور سائنس (نان میڈیکل گروپ) کا داخلہ ۲۹ مئی بروز سوموار سے شروع ہوگا۔ احباب اپنے بچوں کے تعلیمی مستقبل کا فیصلہ فرماتے ہوئے تعلیم الاسلام کالج کے متعلق اپنے آقا و امام ایدہ اللہ کے اس ارشاد کو نہ بھولیں۔ کہ

"ہر وہ احمدی جس کے شہر میں کالج نہیں، وہ اگر اپنے لڑکے کو کسی اور شہر میں تعلیم کے لئے بھیجتا ہے۔ تو کمزوری ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بلکہ میں سمجھوں گا کہ ہر وہ احمدی جو توفیق رکھتا ہے۔ کہ اپنے لڑکے کو تعلیم کے لئے قادیان بھیج سکے خواہ اس کے گھر میں ہی کالج ہو۔ اگر وہ نہیں بھیجتا۔ اور اپنے ہی شہر میں تعلیم دلواتا ہے۔ تو وہ بھی ایمان کی کمزوری کا مظاہرہ کرتا ہے۔"

کالج کے متعلق ضروری کوائف پرنسپل کالج یا سیکرٹری کالج کمیٹی سے حاصل کریں

خاکسار۔ سیکرٹری تعلیم الاسلام کالج کمیٹی قادیان

جماعت احمدیہ گنج کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ گنج مغلپورہ کا بارھواں سالانہ جلسہ ۲۷، ۲۸ مئی بروز ہفتہ و اتوار ہونا قرار پایا ہے۔ جس میں سلسلہ کے جید علماء تقریریں فرمائیں گے۔ باہر سے آنے والے احباب حسب ضرورت بستر ساتھ لائیں۔ کھانے کا انتظام جماعت کے ذمہ ہوگا۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ کثرت سے شریک ہوں۔

خاکسار محمد لطیف پلیڈر۔ گنج مغلپورہ

ناظرین کی خدمت میں ایک ضروری گزارش

چونکہ ابھی تک اخبار کی بروقت اشاعت کا انتظام نہیں کیا گیا۔ اور موجودہ صورت میں عام خبریں اتنی دیر سے شائع ہو سکتی ہیں۔ کہ ان کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ چونکہ موجودہ قلیل حجم میں ایسی خبروں سے ایک صفحہ پر کرنا بے فائدہ ہے۔ اسلئے جب تک اشاعت اخبار کا انتظام درست نہ ہو جائے۔ اس صفحہ کو بھی دوسرے اہم امور کیلئے استعمال کیا جائیگا

پانصد ملازمتیں اور معقول تنخواہیں!

کم از کم میٹرک پاس اُمیدوار درکار ہیں

قادیان ۲۲ مئی۔ محکمہ جنگ کو کلرکوں۔ سٹینوگرافروں۔ ٹائپسٹوں کی فوری ضرورت ہے۔ اگر کوئی سٹینوگرافی یا ٹائپ کا کام نہ جانتا ہو۔ تو اس کو سکھلایا جائیگا۔ دوران ٹریننگ میں تنخواہ باقاعدہ ملے گی۔ تمام کلرکوں کی تنخواہ ۷۴/- پانچ روپے سالانہ ترقی۔ یکصد روپے تک ہوگی۔ سٹینو اور ٹائپسٹ کی تنخواہ ۱۲۵/- اور ۱۵۰/- اور ۲۰۰/- حسب لیاقت شروع ہوگی۔ ترقی ۳۰۰/- تک ہوگی۔ اس کے علاوہ الاؤنس بھی ملیگا۔

احمدی نوجوانوں کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور لاہور ایک ہفتہ کے اندر اندر پہنچکر سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل سے ملیں۔ میری طرف سے ایک دوست آج شام کی گاڑی سے میری چٹھی لے کر لاہور روانہ ہو گئے ہیں۔ تفصیلات سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل سے ہر امیدوار کو حاصل ہو جائیں گی۔ (ناظر امور عامہ)

جماعت احمدیہ شام چوراسی کا چھٹا سالانہ جلسہ

امسال جماعت احمدیہ شام چوراسی کا سالانہ جلسہ انشاء اللہ مورخہ ۲۷، ۲۸ مئی ۱۹۴۷ء بروز ہفتہ اتوار منعقد ہوگا۔ جس میں شمولیت کے لئے قادیان سے متعدد علمائے کرام تشریف فرما ہونگے غیر احمدیوں اور آریوں کے جلسوں میں احمدیت پر جو اعتراض کئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ ان کا خاطر خواہ جواب دیا جائیگا۔ ضلع ہوشیارپور و جالندھر و ریاست کپورتھلہ کے احمدی احباب سے التماس ہے۔ کہ جلسہ میں بکثرت شامل ہو کر ممنون فرمائیں۔ ریلوے سٹیشن سے قصبہ شام چوراسی تک تین میل پختہ سڑک ہے۔ اور سواری کا خاطر خواہ انتظام ہے۔ قیام و طعام کا انتظام انجمن احمدیہ کی طرف سے ہوگا۔ بستر بمطابق موسم ہمراہ لائیں۔ عبدالحکیم احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ شام چوراسی